دلوں کی اصلاح وپاکیزگی

(صلاح القلوب باللغة الاردية)

تالیف

خالد بن عبد الله بن محمد المصلح

ترجمہ

ابوفیصل سمیع اللہ

مراجعہ ونظر ثانی

دفتر تعاون برائے دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ

طباعت واشاعت

دفتر تعاون برائے دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض

مملکت سعودی عرب

ایڈیشن ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰۰۶ء

کسی قسم کے سوال یا تصحیح یا تجویز کے لیے درج ذیل سائٹ پر مراسلت کریں:

Dilon ki islaah



۲۴۹۵

۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰۰۶ء

دفتر تعاون برائے دعوت وتوعیۃ الجالیات بالربوۃ

ٹیلیفون: ۴۴۵۴۹۰۰-۴۹۱۶۰۶۵

انٹرنیٹ سائٹ کا پتہ:

Dilon ki islaah

أى سؤال أو اقتراح أو تصحيح يرجى مراسلتنا من الموقع التالي:

Dilon ki islaah

المكتب التعاونى للدعوة وتوعية الجاليات بالربوة

هاتف: ٤٤٥٤٩٠٠ — ٤٩١٦٠٦٥

عنوان الموقع:

Dilon ki islaah

فہرست عناوین

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفىٰ وَسَلَامٌ عَلىٰ عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفىٰ وَبَعْدُ:

آدمی کے دل کا معاملہ نہایت ہی اہم ہے، فرمانِ رسول ﷺ کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے مابین ہوتا ہے اور اس کی مشیت جب جس کے لئے جیسی ہوتی ہے اسی حساب سے پلٹ دیتا ہے۔ کب کس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مشیت بدل جائے اور اس کے سارے نیک اعمال اور کئے کرائے پر پانی پھر جائے، کچھ بھی ضمانت نہیں۔ اسی سبب سے نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں سلف صالحین ہمیشہ "يَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلىٰ دِيْنِكَ" دعا مانگا کرتے تھے کہ ''اے دلوں کے پلٹنے والے! میرے قلب کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ''۔

پیارے بھائیو! زیرنظر کتاب عربی کتاب ''صلاح القلوب'' کا سلیس اردو ترجمہ ہے، جس میں دلوں پر وارد ہونے والی آفات وخطرات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، ان خطرات میں شرک، بدعت، اتباع شہوات، شبہات وغفلت کا شکار ہونا قابل ذکر ہیں۔ ساتھ ہی ان آفات وخطرات کی دوا وعلاج کے نسخے بھی تجویز کئے گئے ہیں، جن میں قرآن کریم، اللہ سے محبت، ذکر الٰہی، توبہ واستغفار، اللہ سے دعا وفریاد، آخرت کی یاد، سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ اور نیک وصالح لوگوں کی صحبت ورفاقت قابل ذکر ہیں۔

اس گراں قدر کتاب کا ترجمہ شائع کرتے ہوئے ہم مولف کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے، اس سے مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچائے اور مولف ومترجم اور مصحح کے ساتھ ساتھ ہماری آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔ إنه سميع مجيب وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ از مؤلف

بیشک ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اُسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور ہم اپنے نفسوں کے تمام شرور اور اپنے اعمال کی تمام برائیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جسے گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود حقیقی مگر صرف اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اس کے برگزیدہ، اس کے خلیل اور اس کی مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ قیامت سے پہلے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا، امانت کا حق ادا کر دیا، امت کے ساتھ خیر خواہی کی اور اللہ کے راستے میں بھرپور جہاد کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کو موت آ گئی اور آپ اسی پر قائم ودائم تھے۔ پس اللہ کی رحمتیں نازل ہوں آپ پر اور آپ کے آل واصحاب پر اور تا قیامت احسان کے ساتھ آپ کی پیروی کرنے

والوں پر۔ امابعد:

وقتِ حاضر میں اکثر لوگوں کے حالات پر نظر رکھنے والا ایک تعجب خیز اور حیرت انگیز چیز دیکھتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ انواع واقسام کی تزیین وآرائش کی چیزوں کے ذریعہ ظاہری حسن وجمال کو سنوارنے اور اسے خوشنما ودیدہ زیب بنانے کا زبردست اہتمام ہے۔ اور اسی وقت وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ باطنی امور (دلوں) کو سنوارنے اور ان کی اصلاح کرنے سے مکمل بے اعتنائی اور انتہائی غفلت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ظاہری ٹیپ ٹاپ کو سنوارنے اور دلکش بنانے کے لیے کتنے ہی اوقات، کوششیں اور طاقتیں صرف کی جاتی ہیں، جبکہ دلوں اور باطنی امور کی اصلاح سے مکمل غفلت برتی جاتی ہے۔

یہاں تک کہ بہت سارے لوگوں کا کام (مشغلہ) صرف اپنی شکل وصورت کو خوبصورت اور پرکشش بنانا رہ گیا ہے، چنانچہ ایسے لوگوں پر اللہ جلّ وعلا کا وہ فرمان صادق آتا ہے جو منافقین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَولِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُونَ﴾ (سورة المنافقون: ٤)

جب آپ انہیں دیکھ لیں تو ان کے جسم آپ کو خوشنما معلوم ہوں، یہ
جب باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی باتوں پر (اپنا) کان لگائیں
گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں دیوار کے سہارے سے لگائی ہوئیں،
ہر (سخت) آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں، یہی حقیقی دشمن ہیں ان
سے بچو، اللہ انہیں غارت کرے، کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔

یہ اس قوم کی صورت حال ہے جس کی ظاہری شکل وصورت بڑی خوبصورت اوراس کی باتیں دلکش تھیں، لیکن یہ چیز انہیں دیوار کے سہارے لگی ہوئی بے سود لکڑیوں کے دائرے سے باہر نہیں نکال سکی، چنانچہ یہ محض مناظر (ظاہری اور دکھاوٹی چیزیں) ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ محض جسم ہیں ان میں ذرا بھی عقل (سمجھ بوجھ) نہیں، اور یہ ایک گھٹیا حالت ہے جسے کوئی بندۂ مومن اپنے لئے پسند نہیں کرے گا۔ بلکہ بندۂ مومن کا ایمان اس وقت تک مکمل اور درست نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ وہ اپنے باطن کی اصلاح نہ کرلے اوراپنے دل کو پاکیزہ وطاہر نہ بنالے۔

لہٰذا ظاہری حسن وجمال بندے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے اگراس کا باطن اور قلب فاسداور قبیح ہے۔ وہ لوگ جنہیں ان کے اچھے احوال اور ظاہری حسن وجمال نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اوراس کی وجہ سے وہ یہ سمجھ بیٹھے

تھے کہ آخرت میں بھی ان کا انجام بہتر ہوگا، ان کی تردید کرتے ہوئے اللہ جلّ وعلا نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثاً وَّرِئْياً﴾ (مریم:٧٤)

ہم تو ان سے پہلے بہت سی جماعتوں کو غارت کر چکے ہیں جو ساز و سامان اور نام وغرور میں ان سے بڑھ کر تھیں۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس نے اس سے پہلے بہت ساری قوموں کو ہلاک وبرباد کر دیا جو حسین وجمیل شکلوں والے، کافی دولت وثروت والے اور نہایت دیدہ زیب رعنائی والے تھے لیکن یہ ساری چیزیں جن سے وہ لطف اندوز ہو رہے تھے ان کے کچھ کام نہ آئیں۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اَفَلَمْ يَسِيْرُوا فِی الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَاراً فِیْ الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ﴾ (غافر: ٨٢)

کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر اپنے سے پہلوں کا انجام نہیں دیکھا جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے، قوت میں سخت اور زمین میں بہت ساری یادگاریں چھوڑنے والے تھے۔ ان کے کئے کاموں

نے انہیں کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا۔

معلوم ہوا باطن کا حسن و جمال اور دل کا صحیح وسالم ہونا ہی وہ اصل اوراساس ہے جس پراس دنیامیں اورآخرت میں یوم معاد کی کامیابی وکامرانی کی بنیاد قائم ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَـٰبَنِىْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُّوَارِىْ سَواٰتِكُمْ وَرِيْشاً وَلِبَاسُ التَّقْوىٰ ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴾ (الاعراف:٢٦)

اے آدم علیہ السلام کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔

اللہ جل شانہ نے یہ بالکل واضح کردیا ہے کہ تقویٰ کا لباس اور زینتِ تقویٰ، عمدہ وشاندارلباس کے ذریعہ ظاہری حسن و جمال سے بڑھ کراور بہتر ہے۔ لہٰذا کسی بھی بندہ کیلئے لباسِ تقویٰ سے مزین اور مرصع ہونا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے قلب کی اصلاح نہ کرلے اور اُسے پاکیزہ اور طاہر وصاف ستھرانہ بنالے، کیونکہ تقویٰ کا اصلی ٹھکانہ دل

ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

﴿ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾

(الحج:۳۲)

یہ سن لیا اب اور سنو! اللہ کی نشانیوں کی جو عزت وحرمت کرے تو یہ اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔ (یعنی یہ دل کے ان افعال سے تعلق رکھتے ہیں جن کی بنیاد تقویٰ ہے)۔

پس اللہ جلّ وعلا نے دین کے تمام شعائر (امور) اور اسلام کے جملہ احکام کی تعظیم کرنے کو بندہ کے دل میں تقویٰ کے موجود ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔

صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ جلّ وعلا کا ارشاد ہے:

”يَا عِبَادِي لَو اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلىٰ اَتْقَىٰ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئاً، يَا عِبَادِي لَو اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلىٰ اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَانَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ

مُلْكِي شَيْئاً“ (صحیح مسلم رقم: ٢٥٧٧)

اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور تمہارے انسان اور جنات سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جس کے دل میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ کا تقویٰ ہو تو یہ بات میری سلطنت میں کسی بھی چیز کا اضافہ نہیں کرسکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر، تمہارے انسان اور جنات سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جو تم میں سے سب سے زیادہ فاجر وفاسق ہو تو یہ بات بھی میری بادشاہت میں کوئی کمی نہیں کرسکتی۔

یہ حدیث صراحتاً بتلا رہی ہے کہ تقویٰ میں اصل معیار دل کا تقویٰ ہے، اور ایسے ہی فسق وفجور میں اصل چیز دل کا فاسق وفاجر ہونا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے تقویٰ اور فجور کو ان کے حقیقی محل کی طرف منسوب کیا ہے اور وہ دل ہے، نیز اللہ کے نبی ﷺ نے اس کی صراحت بھی کردی ہے، چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اَلتَّقْوىٰ هَا هُنَا، اَلتَّقْوىٰ هَا هُنَا، اَلتَّقْوىٰ هَا هُنَا، وَاَشَارَ اِلىٰ صَدْرِهٖ“ (صحیح مسلم رقم: ٢٥٦٤)

تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ اور آپ ﷺ نے اپنے سینۂ مبارک کی جانب اشارہ فرمایا۔

بلاشبہ نبی کریم ﷺ کا اپنے سینۂ مبارک کی جانب اشارہ کرنا، اس بات کی علامت ہے کہ سینہ دل کا مسکن ہے جو کہ تقویٰ کا مستقر ہے اور اسی میں تقویٰ کی اصلیت پنہاں ہے۔

میرے پیارے بھائی: آپ کے دل کا معاملہ بڑا عظیم ہے اور اس کی شان بہت بلند ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی اصلاح کے لئے کتابوں کا نزول فرمایا اور اس کو پاک وصاف، عمدہ اور طیب وطاہر بنانے کے لئے رسولوں کو مبعوث کیا، رب العالمین کا ارشاد ہے:

﴿يَـاَيُّهَـا النَّاسُ قَدْ جَآءَ تْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصَّدُورِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (يونس: ٥٧)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔

ایک اور جگہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَـقَـدْ مَـنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُولاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾

(آل عمران: ١٦٤)

بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

ثابت ہوا کہ سب سے عظیم چیز جسے رسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ لے کر آئے وہ دلوں کی اصلاح ہے، اسی بناپر دلوں کی اصلاح وتزکیہ کے لئے طریقۂ رسولِ اکرم ﷺ کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

اور دلوں کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ وہی وہ لطیف وحساس گوشت کا لوتھڑا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور اپنے علم سے چن لیا ہے اور اسے اپنے نور کے لئے محل اور اپنی ہدایت کے لئے مرکز قرار دیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے لئے اپنی کتاب عزیز میں مثال بھی بیان فرمائی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّاشَرْقِيَّةٍ وَّلَاغَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا

يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِيْ اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَّشَآءَ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيءٍ عَلِيْمٌ﴾

(النور: ٣٥)

اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا، اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو، وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ شرقی ہے نہ غربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر نور ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے۔ لوگوں (کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔

چنانچہ قلب جملہ معارف کا محل ہے، اسی سے بندہ اپنے رب و مولا کو پہچانتا ہے، اسی سے اللہ جلّ وعلا کے تمام اسماء اور تمام صفات کو بھی جانتا ہے اور اسی قلب سے اللہ کی شرعی آیات میں غور و فکر بھی کرتا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلىٰ قُلُوبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (محمد: ٢٤)

کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔

ہاں بلکہ ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں جو انہیں غور وفکر سے روکتے ہیں۔ اور اسی قلب سے آفاق اور انفس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ آیات کونیہ میں تدبر وتفکر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَفَلَمْ يَسِيْرُوا فِی الْاَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَّعْقِلُونَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُونَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُورِ﴾ (الحج: ٤٦)

کیا انہوں نے زمین میں سیر وسیاحت نہیں کی کہ جو ان کے دل ان باتوں کے سمجھنے والے ہوتے یا کانوں سے ہی ان (واقعات) کو سن لیتے، بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

یہاں سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے کہ آفاق وانفس میں موجود تخلیقی اور کونی آیات سے نفع حاصل کرنے کا اصل اعتبار دلوں کا فہم وبصیرت ہے۔

قلب کے متعلق زیادہ اہتمام پر زور دینے والی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ یہ دل حقیقت میں وہ سواری ہے جس پر بندہ آخرت کا سفر طے کرتا

ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سفر دراصل دلوں کا سفر ہے نہ کہ جسموں کا۔ شاعر کہتا ہے:

اس (اللہ) کی جانب دلوں سے مسافت طے کرنا ہوتا ہے،سواریوں کی نشستوں پر بیٹھ کر منزل طے کرنا نہیں ہوتا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ہم غزوۂ تبوک سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ لوٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اِنَّ اَقْوَاماً بِالْمَدِيْنَةِ خَلفَنَا مَا سَلَكْنَا شِعْباً وَلَا وَادِياً اِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ" (بخاری رقم: ۲۸۳۹)

بے شک کچھ لوگ ہیں جو ہمارے پیچھے مدینہ میں رہ گئے ہیں ہم نے کوئی پہاڑی گھاٹی اور کوئی وادی سفر میں طے نہیں کی مگر وہ ہمارے ساتھ ساتھ ہیں، انہیں عذر نے روک رکھا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ:

"اِلَّا شَرَكُوكُمْ فِی الْاَجْرِ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ" (مسلم رقم الحدیث: ۱۹۱۱)

مگر وہ لوگ تمہارے ساتھ اجر میں برابر کے شریک ہیں انہیں

مرض نے روک لیا ہے۔

چنانچہ یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے تھے جن کے جسم کسی عذر یا مرض کی وجہ سے مدینہ میں روک لئے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس غزوہ میں نہ نکل سکے، لیکن وہ اپنے دلوں اور عزم محکم کے ساتھ نکلے، چنانچہ وہ اپنی روحوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور اپنے وجود کے ساتھ دارالہجرت مدینہ میں۔

اور یہ قلبی جہاد کہلاتا ہے، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور جہاد کی یہ قسم جہاد قلبی کہلاتا ہے، اور یہ جہاد کے چار مراتب میں سے ایک ہے جو یہ ہیں:

(۱) دل (۲) زبان (۳) مال (۴) بدن

اور حدیث میں آیا ہے:

((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَقُلُوبِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ))

(ابوداود ٢٥٠٤ والنسائی: ٦/٧ واحمد: ٣/١٢٤، ١٥٣)

مشرکوں سے اپنی زبان، دل اور مال سے جہاد کرتے رہو۔

(زادالمعاد:۳/۵۷۱)

ثابت ہوا کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو مرض یا کسی عذر کی وجہ سے مدینہ سے نہیں نکلے اور وہ جو اپنی جان و مال کے ساتھ نکلے، سب لوگ اجر وثواب میں

برابر ہیں اور یہ اللہ کا فضل وکرم ہے وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔

چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سبقت پختہ ارادہ، سچی رغبت اور مستحکم عزم کے ذریعہ ہوتی ہے، اگرچہ آدمی کسی عذر کی وجہ سے عمل سے پیچھے رہ جائے۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بدنی اعمال کی کثرت کی وجہ سے فضائل شمار نہیں ہوتے، بلکہ جب یہ اللہ عزوجل کے لئے خالص ہوتے ہیں اور سنت کی متابعت پر بالکل صحیح اترتے ہیں، نیز دلوں کے معارف اوراس کے اعمال کی کثرت کی بنا پر فضائل شمار ہوتے ہیں۔(المحجۃ فی سیر الدلجۃ ص:۵۲)

اسی لئے بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ نے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر سبقت رکھنے کے راز کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر سبقت رکھنے کا راز نماز اور روزے کی کثرت نہیں ہے بلکہ (ان کی سبقت کا راز) وہ معرفت ہے جو ان کے دل میں اتر گئی تھی۔

شاعر کہتا ہے:

تمہاری جرأت رفتار کی مانند کون ہے میرے لئے

کہ تم آہستہ چلتے ہو اور پہلے پہنچتے ہو

اے میرے بزرگ برادر! حقیقی معنوں میں تقویٰ دلوں کا تقویٰ ہے جسم کے اعضاء وجوارح کا تقویٰ نہیں ہے، اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا وہ قول ہے جو اس نے قربانی کے لئے ذبح کئے جانے والے جانوروں کے متعلق فرمایا:

﴿لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاءُ هَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ (الحج: ۳۷)

اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیز گاری پہنچتی ہے۔

چنانچہ دلوں کی پرہیز گاری اور تقویٰ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (فاطر: ۱۰)

تمام ترستھرے کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک اعمال ان کو بلند کرتا ہے۔

لہٰذا تمام عمل سے مقصود صرف اللہ کے لئے دلوں کا تقویٰ اور پرہیز گاری ہے اور وہ دلوں کا محبت وتعظیم کے ساتھ اللہ کے ماسوا کو چھوڑ کر تنہا اسی کی عبادت کرنا ہے:

شاعر کہتا ہے:

اللہ کے نزدیک فضل وشرف کا معیار اعمال کی شکل
وصورت نہیں ہے بلکہ فضل وشرف کی بنیاد ایمان کے
حقائق ہیں۔ اعمال کی فضیلت و برتری صاحب عمل
کے دل کے اندر قائم دلیل و برہان کے تابع ہوتی ہے
یہاں تک کہ دو عمل کرنے والے بظاہر ایک رتبہ میں
دکھائی دیتے ہیں، لیکن فضیلت و برتری اور وزن کے
اندر ان دونوں کے درمیان
آسمان وزمین کا فرق ہوتا ہے

قلب کی اصلاح وتزکیہ اور اسے آفات سے خالی (پاک وصاف) رکھنے اور فضائل وخوبیوں سے آراستہ کرنے کی ضرورت پر زور دینے والی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اپنی نگاہ کا مرکز ان کے دلوں کو قرار دیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ لَايَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَادِكُمْ وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ

اِلیٰ قُلُوبِکُمْ وَاَشَارَ بِأصابِعِهٖ اِلیٰ صَدْرِهٖ" (مسلم رقم الحدیث:٢٥٦٤)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا ہے تمہارے جسموں کواور نہ ہی تمہاری شکلوں کو بلکہ وہ دیکھتا ہے تمہارے دلوں کو اور اشارہ کیا آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اپنے سینۂ مبارک کی جانب۔

لہٰذا ایمان وکفر، ہدایت وضلالت اور نیکی وبدی کے درمیان اصل واساس وہ چیز ہے جو بندہ کے دل میں قائم وموجود ہے۔ اسی بنا پر عام علمائے امت اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جس شخص کو کفریہ کلمہ کہنے پر مجبور کیا گیا ہواس کا اس پر مواخذہ نہیں ہوگا بشرطیکہ اس کا سینہ اسلام کے لئے کھلا ہوا ہواور دل ایمان سے لبریز اور مطمئن ہو، جیسا کہ اللہ جلّ ذکرہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْراً فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ☆ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَومَ الْكَافِرِيْنَ﴾(النحل: ١٠٦-١٠٧)

جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر

کیا جائے اوراس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔مگر جولوگ کھلے دل سے کفر کریں توان پر اللہ کا غضب ہے اورانہی کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا، یقیناً اللہ تعالیٰ کافرلوگوں کوراہ راست نہیں دکھاتا۔

یہ آیت کریمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ جب اسلام لائے تو مشرکوں نے انہیں بہت ستایا اورانہوں نے ان سے اسلام کے خلاف بہت کچھ کہلوایا، یہاں تک کہ ان کفار کے مطالبہ پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے ساتھ کفریہ کلمات اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں غیرشائستہ اورناروا جملے بھی کہہ ڈالے، تو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارکہ میں پہنچے اور روتے ہوئے اپنے حالات کو آپ کے سامنے بیان فرمایا، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

"كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ ؟ فَقَالَ : مُطْمَئِنّاً بِالْإِيْمَانِ : فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مُبَشِّراً مُيَسِّراً : فَاِنْ عَادُوا فَعُدْ" . (رواه الحاكم ۲/۳۵۷، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي)

اپنے دل کوتم کیسا پاتے ہو؟ تو عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ایمان

پر دل مطمئن ہے۔تو نبی ﷺ نے بشارت سناتے ہوئے اورآسانی فرماتے ہوئے کہا: اگروہ لوگ دوبارہ پہلے جیسا کریں تو تم بھی ویسا ہی کرو۔

پس تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جوحمد والا اور بزرگی والا ہے۔

قلب کے ساتھ عنایتِ خاص کی ضرورت پرزوردینے والی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ انسان کا دل ہی وہ تاج پوش بادشاہ ہے اور وہی وہ سردارہے جس کی تابعداری کی جاتی ہے، پس اس کا صالح ہونا اورسلامت ودرست ہونا ہرخیر کی بنیاد واساس ہے، اوردنیا وآخرت میں ہرفوز وفلاح کا سبب ہے۔ چنانچہ بخاری ومسلم میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ"

(البخاری حدیث:۵۲ مسلم حدیث: ۱۵۹۹)

یادرکھو! بےشک جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ صحیح سالم ہوتا ہےتو پوراجسم صحیح سالم ہوتا ہےاور جب وہ خراب وفاسد ہوجاتا ہے تو پوراجسم خراب وفاسد ہوجاتا ہے،خبردار! وہ لوتھڑا دل ہے۔

اس سے یہ بات بالکل واضح اورعیاں ہوجاتی ہے کہ دل کی عبادت ہی وہ اصل ہےجس پرتمام عبادات کی بنیاد پڑتی ہے، پس جسموں کی سلامتی دلوں کی سلامتی پرموقوف ہے،لہٰذا جب دل تقویٰ اورایمان کے ذریعہ صالح ہوگا تو پوراجسم اطاعت وفرمانبرداری کےساتھ صالح ودرست ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لَايَسْتَقِيْمُ اِيْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ قَلْبُهُ“

(مسند الامام احمد: حدیث: ۱۳۰۷۹)

کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک درست وصحیح نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا دل ٹھیک ودرست نہ ہوجائے۔

چنانچہ بندہ کا ایمان دل کی صحت ودرستگی کے بغیر نہ تو درست ہوسکتا ہے اور نہ ہی صحیح ہوسکتا ہے۔

اسی بنا پرعلیم وخبیر (اللہ) نے قیامت کے دن نجات کو دل کی صحت وسلامتی اوراس کی پاکیزگی سے جوڑ دیاہے،فرمانِ رب جلّ وعلا ہے:

﴿يَومَ لَايَنْفَعُ مَالٌ وَّلَابَنُونَ ☆ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾

(الشعراء: ۸۸-۸۹)

جس دن کہ مال اوراولاد کچھ کام نہ آئے گی۔لیکن فائدہ والا وہی

ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر آئے۔

نیز قلب کے ساتھ عنایتِ خاص کی ضرورت کی تاکید اس سے بھی ہوتی ہے کہ دل کی سب سے نمایاں صفات اور سب سے زیادہ خاص خوبیوں میں سے ایک دل کا الٹنا پلٹنا اور پھرتے رہنا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

انسان کا نام انسان اس کی اُنسیت کی وجہ سے رکھا گیا ہے
اور قلب کا نام قلب صرف اس وجہ سے
رکھا گیا کہ وہ الٹتا پلٹتا اور قلابازیاں کھاتا رہتا ہے

چنانچہ دل بڑی تیزی کے ساتھ الٹتا پلٹتا، بڑی سرعت سے بدلتا اور تغیر پذیر ہوتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لَـقَـلْبُ ابْنِ آدَمَ اَشَدُّ انْقِلَاباً مِنَ الْقِدْرِ اِذَا اجْتَمَعَتْ غَلَيَاناً“ .

(المسند لاحمد: ٢٤٣١٧)

بیشک ابن آدم کا دل اس ہنڈیا سے بھی کہیں بڑھ کر الٹتا پلٹتا ہے جس میں جوش مارنے کی شدت مزید تیز ہوگئی ہو۔

اس کے بعد مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک نیک بخت وہ شخص ہے جو

فتنوں سے بچالیا گیا ہو، اس کلمہ کو وہ تین بار دہراتے رہے، اور وہ اس سے یہ اشارہ کررہے تھے کہ اس تغیر وتبدیلی کا سبب دلوں پر بکثرت فتنوں کا وارد ہونا ہے، اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

" اَللّٰھُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلیٰ دِیْنِكَ"

(مسند الامام احمد: ٢٧٠٥٤)

اے اللہ دلوں کے الٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

چنانچہ مسند امام احمد میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعاؤں میں بکثرت یہ کہا کرتے تھے:

" اَللّٰھُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلیٰ دِیْنِكَ"

(مسند الامام احمد: ٢٧٠٥٤)

اے اللہ دلوں کو الٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

اورآپ ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک یہ بھی ہے:

"وَاَسْأَلُكَ قَلْباً سَلِیْماً"

(أخرجه أحمد ٤/١٢٣، ١٢٥ والترمذی :٣٤٠٧ والنسائی: ١٣٠٥)

اور میں تجھ سے قلب سلیم مانگتا ہوں۔

قلب کے ساتھ یہ سب اہتمام اس لئے ہے کہ دل کا گناہوں کی طرف لڑھکنا بہت سنگین ہے اوراس کا حق سے انحراف وبرگشتگی نہایت ہی خطرناک امر ہے۔کیونکہ دل کا سب سے کمترانحراف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی توجہ ہٹ جانا ہے اوراس کی انتہا اس پر مہر لگ جانا اور نیک کاموں کی توفیق سے محروم ہوجانا اور پھراسی پر موت کا واقع ہونا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُونَ﴾(الروم: ۵۹)

اللہ ان لوگوں کے دلوں پر جوسمجھ نہیں رکھتے یوں ہی مہر لگا دیتا ہے۔

اور دوسری جگہ اللہ جلّ ذکرہ نے فرمایا:

﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ (الجاثية:۲۳)

کیا آپ نے اُسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کردیا ہے اوراس کے کان اور دل پر مہر لگادی ہے اوراس کی آنکھ پر بھی

پردہ ڈال دیا ہے۔اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

یہ تمام سابقہ باتیں قلب کی عظمت، قدرومنزلت اور دنیا وآخرت میں ایک انسان کی سعادت وکامرانی کے سلسلے میں اس کے اثر وکردار اور اس کے خطرات ومضرات کو بیان کرتی ہیں۔

لہٰذا کیا یہ گوشت کا لوتھڑا ایک لمحہ کیلئے تامل اور غور وفکر کا مستحق نہیں ہے؟

کیا یہ دل یہ حق نہیں رکھتا کہ ایک لمحہ اس کے بارے میں بحث وتحقیق اور تفتیش میں گزارا جائے؟

اور کیا یہ دل ایک وقفۂ امتحان وآزمائش اور جانچ کا مستحق نہیں ہے؟

جس میں آپ اپنے سینہ کے اندر موجود اور اپنے دل میں بیٹھی ہوئی چیزوں کا جانچ پڑتال کریں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں پوشیدہ بھید ظاہر ہوجائیں گے اور دلوں کے اندر چھپی ہوئی چیزیں عیاں ہوجائیں گی، ارشاد ربانی ہے:

﴿اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَافِی الْقُبُورِ ☆ وَحُصِّلَ مَافِی الصُّدُورِ☆ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَومَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ﴾ (العادیات: ۹-۱۱)

کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو کچھ ہے نکال لیا

جائے گا اور سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کردی جائیں گی، بیشک ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا پورا باخبر ہوگا۔

میرے عزیز بھائی! بغیر کسی سُستی واکتاہٹ اور کمزوریِ طبع کا مظاہرہ کئے ہوئے اپنے دل کی حفاظت اوراس کی اصلاح اور اس پر گہری نظر ڈالنے کی بھر پور کوشش کرو۔ کیونکہ تمہارا دل تمہارے اعضائے جسم میں سب سے زیادہ خطرناک عضو ہے اور یہ دیگر اعضاء کی بہ نسبت زیادہ اثر انگیز، اس کا معاملہ سب سے زیادہ باریک اوراس کی اصلاح سب سے زیادہ دشوار ہے۔

اوراس بات کو آپ خوب اچھی طرح جان لیں کہ دلوں کی اصلاح اور ان میں استقامت کا پیدا ہونا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ان کوتمام امراض سے پاک وصاف نہ کیا جائے اوران آفات وخطرات سے محفوظ نہ کیا جائے جوانہیں فاسداورخراب کردیتے ہیں۔

اور یہ امراض اورآفات پانچ آفتوں کی طرف پلٹتی ہیں جوتمام بیماریوں کی جڑ اور ہر بلا ومصیبت کا سرچشمہ ہیں، جوان سے محفوظ رہا درحقیقت وہ تمام امراض وبلاؤں سے محفوظ ہوگیا۔

شاعر کہتا ہے:

اگر تم ان بیماریوں سے بچ گئے تو بہت بڑی مصیبت
سے بچ گئے، وگرنہ میں نہیں سمجھتا کہ تم نجات پاسکو گے۔

پہلی آفت

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا:

شرک خواہ معمولی ہو یا عظیم ترین، چھوٹا ہو یا بڑا۔ کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے، اور وہ ہر شر و فساد کی جڑ و بنیاد ہے، شرک سے دل تاریک و سیاہ اور مردہ ہو جاتا ہے اور تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجاً كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

(الانعام: ١٢٥)

سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کر دیتا ہے۔

اور اللہ جلَّ وعلا نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوا وَلَـمْ يَلْبِسُوا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولٰئِكَ لَهُمُ الأَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُونَ﴾ (الأنعام: ٨٢)

جولوگ ایمان رکھتے ہیں اوراپنے ایمان کوشرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔

پس ایسے مومن حضرات جو اپنے ایمان میں سچے ہیں اورانہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی آمیزش وملاوٹ نہیں کی ، انہی کے لئے اللہ رب العالمین کی جانب سے پوراامن اورمکمل ہدایت ہے۔

اللہ جلَّ وعلانے ارشادفرمایا:

﴿سَنُـلْـقِـىْ فِى قُلُوبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَاناً﴾ (آل عمران: ١٥١)

ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے اس وجہ سے کہ یہ اللہ کے ساتھ ان چیزوں کوشریک کرتے ہیں جس کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں اتاری۔

چنانچہ دل کے لئے کسی طرح کی کوئی سلامتی اورکوئی صلاح وبھلائی اللہ وحدہ لاشریک لہ کی توحید کے بغیرممکن نہیں ، لہذا جس قدرانسان سچی توحید

اور درست عقیدہ کا حامل ہوگا اسی قدر اس کا سینہ صحیح سالم اور دل صالح ہوگا۔

دل کی تخلیق کا مقصد ہی یہی ہے کہ یہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اس کی شایان شان اس سے محبت کرے، اور اس کی توحید و یکتائی کا اقرار و یقین کرے، اور اس بات کو بھی عملی طور پر کر دکھائے کہ اللہ ہی دنیا کی ہر شے سے بڑھ کر اس کو محبوب ہے، اور دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر وہی ہستی اس کے نزدیک کامل ترین امید اور نہایت عظیم ہے، لہٰذا دل کی درستی وبہتری اس چیز کے اندر ہے کہ اسے اور اس کے ذریعہ وہ مقصود حاصل ہو جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے یعنی اللہ کی معرفت، اس کی محبت اور تعظیم، اور اس کا فساد اس کے برعکس چیزوں میں ہیں، چنانچہ دلوں کی درستی وبہتری اس کے بغیر کبھی بھی ممکن نہیں۔ (مجموع الفتاوی ۱۸/۱۶۳)

دوسری آفت

بدعت کا ارتکاب اور سنت کی مخالفت:

یہ بدعتیں اہل بدعت کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دوری کے سوا اور کچھ نہیں دیتی ہیں، یہ دلوں کو فاسد کر دیتی ہیں اور اسے نفع پہنچانے والی اور پاکیزہ بنانے والی چیزوں سے محروم کر دیتی ہیں، پس آپ جان لیجئے کہ سب سے

بہترین راستہ اور طریقہ محمد ﷺ کا راستہ اور طریقہ ہے اور سب سے بری چیز دین میں نئی چیزوں کا پیدا کرنا ہے، اور ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت ضلالت وگمراہی ہے، پس جب بدعتوں سے دل لبریز ہو جاتا ہے تو وہ بے انتہا تاریک ہو جاتا ہے اور اس کی سوچ وفکر نہایت فاسد وخراب ہو جاتی ہیں ۔ تو اب اسے سلامتی کہاں سے حاصل ہوگی؟ اسی لیے سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم نے اہل بدعت کی صحبت اختیار کرنے سے متنبہ فرمایا ہے کیونکہ ان کی صحبت دل کے اندر فساد اور خرابی جنم دیتی ہے، فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا: ''جس نے کسی بدعتی کی ہم نشینی اختیار کی، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اندھاپن (کجی) ڈال دے گا''۔ ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

شاعر کہتا ہے:

جب تم بیمار نہیں اور کسی بیمار کی صحبت اپنالی
اور تم اس کے ساتھی وہمدم بن گئے تو پھر تم بھی بیمار ہو گئے۔

بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے کینہ وکپٹ اور ہوائے نفس (خواہش پرستی) جو کہ دلوں کی بیماریوں اور اس کے بڑے روگوں میں سے ہیں، ان سے دلوں کو پاک وصاف رکھنے کے جو اسباب بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا ہے اور وہ یہ کہ کسی بدعت یا گمراہی

کے ذریعہ ان سے علاحدگی نہ اختیار کی جائے۔

تیسری آفت

شہوات کی پیروی کرنا اور گناہوں و برائیوں کا ارتکاب کرنا:

شہوات اور گناہیں و برائیاں انسان کے قلب کو فاسد اور ہلاک و برباد کرنے کے عظیم ترین اسباب میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شہوتوں کی محبت اور ان کی اتباع کے نتیجہ میں جو اثر مرتب ہوتا ہے اسے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (الجاثية:۲۳)

کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے، اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے؟ کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

اب تم ذرا غور وفکر کرو! کہ کس طرح شہوتوں کی پیروی دل پر مہر لگنے کا

سبب بن گئی، پھر تم نظر ڈالو اور سوچو اور غور وفکر کرو اور گہرائی میں ذرا اُتر کر تدبر سے کام لو کہ کس طرح سے اس مہر اور دل پر پڑے ہوئے پردے کا اثر جسم کے تمام حصوں تک سرایت کر گیا۔ رب ذوالجلال نے سچ فرمایا:

﴿ وَجَعَلَ عَلىٰ بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلاَ تَذَكَّرُونَ ﴾ (الجاثية:٢٣)

اور اللہ نے اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے؟ کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے؟

پس اے وہ شخص جو اپنے دل کی سلامتی چاہتا ہے تو اپنے دل کو شہوت کے مرض سے بچا، کیونکہ یہ مرض ہلاکتوں اور تباہیوں کے گڑھے میں گرانے والا ہے، اللہ جلّ وعلا کا فرمان ہے:

﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾ (المطففين: ١٤)

یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا) ہے۔

پس گناہ دلوں کو اندھا کر دیتے ہیں، اس لئے گناہوں سے بچو، کیونکہ ان کا انجام بہت برا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

میں گناہوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ دلوں کو مردہ بنادیتے ہیں
اوران پر ہمیشگی واصرار ذلت ورسوائی مسلط کردیتے ہیں۔
گناہوں کو چھوڑنا دلوں کے لئے حیات وزندگی ہے
اور گناہوں کی نافرمانی تمہارے نفس کے لئے خیر ہی خیر ہے

امام مسلم رحمہ اللہ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا:

"تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلىَ الْقُلُوبِ كَالْحَصِيْرِ عُوداً عُوداً فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَودَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَآءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلىٰ قَلْبَيْنِ عَلىٰ اَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلاَ تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْآخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادّاً كَالْكُوزِ مُجَخِّياً لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفاً وَلاَ يُنْكِرُ مُنْكَراً اِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ" (مسلم: ١٤٤)

فتنے دلوں پر چٹائی کے ایک ایک تنکے کی مانند پیش ہوتے ہیں، پس جس دل کو یہ فتنہ پلا دیا گیا تو اس میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، اور جس دل نے اس کا انکار کردیا تو اس میں ایک سفید نکتہ پڑ جاتا ہے،

یہاں تک کہ یہ نکتہ دو دلوں پر ہو جاتا ہے ایک بالکل سفید دل پر جیسے کہ سفید چکنا بڑا پتھر، پس اس کو کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ آسمان اور زمین باقی ہیں، اور دوسرا سیاہ دل پر سفید نکتہ اس کوزہ (مٹکا) کی مانند جو اوندھا منہ پڑا ہو، وہ دل کسی بھی نیکی اور بھلائی کو نہیں پہچانتا ہے اور نہ ہی کسی منکر اور بُری بات کا وہ انکار کرتا ہے مگر صرف وہی چیز جو اس کے ہوائے نفس کی اسے پلا دی گئی ہے۔

چنانچہ برائیاں ہر طرف سے دل کو گھیر لیتی ہیں، اور انسان جب اپنے ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل کے اندر ہر گناہ کے بدلے جسے وہ کر گزرتا ہے ایک سیاہی وظلمت داخل ہو جاتی ہے، اور جب گناہوں پر مصر رہتا ہے اور ان سے توبہ نہیں کرتا تو اس دل پر ظلمات اور تاریکیوں کی یکے بعد دیگرے تہ جمع ہو جاتی ہے اور وہ فزوں تر ہو جاتی ہے تو اس طریقہ سے اس کی حیرت وگھبراہٹ بڑھ جاتی ہے، اور اس کی شقاوت وبدبختی زور پکڑ لیتی ہے یہاں تک کہ وہ ہلاکتوں اور تباہیوں کا شکار ہو جاتا ہے، اور اسے اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ جب دل کی سیاہی وتاریکی قوی ہو جاتی ہے تو مرتکب گناہ کے

چہرہ پراس کا اثر نمایاں ہوجاتا ہے اوراس کا روسیاہ ہوجاتا ہے جسے ہرفرد بشر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے:

"اِنَّ لِلْحَسَنَةِ لَنُوراً فِی الْقَلْبِ ، وَضِيَاءً فِی الْوَجْهِ، وَقُوَّةً فِی الْبَدنِ، وَسَعَةً فِی الرِّزْقِ، وَمَحَبَّةً فِی قُلُوبِ الْخَلْقِ، وَاِنَّ لِلسَّيِّئَةِ لَظُلْمَةً فِی الْقَلْبِ، وَسَوَاداً فِی الْوَجْهِ، وَوَهْناً فِی الْبَدنِ، وَبُغْضاً فِی قُلُوبِ الْخَلْقِ".

بلاشبہ نیکی کرنے سے دل میں نور، چہرہ پر رونق، جسم میں توانائی، رزق میں کشادگی اور مخلوق کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور گناہ سے دل میں تاریکی، چہرہ پر سیاہی، جسم میں کمزوری اور مخلوق کے دلوں میں بغض ونفرت پیدا ہوتی ہے۔

اور یہ تمام چیزیں - یہ سفیدی اور وہ سیاہی جن کا ذکر نبی کریم ﷺ نے حدیث میں بیان فرمایا ہے - ان کا مشاہدہ اہلِ بصیرت اس دنیا ہی میں کرلیتے ہیں، لیکن کل قیامت کے دن کہ جس دن تمام سربستہ راز کھول دیئے جائیں گے اورسینوں کے بھیدعیاں ہوجائیں گے، یہ چیزیں ان کے چہروں پر بہت واضح اور نمایاں طور پرظاہر ہوں گی، جیسا کہ اللہ جلّ ذکرہ نے ارشادفرمایا ہے:

﴿وَيَومَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوا عَلَى اللّٰهِ وُجُوهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ اَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ☆ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (الزمر: ٦٠-٦١)

اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہوگئے ہوں گے، کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟ اور جن لوگوں نے پرہیزگاری کی انہیں اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کے ساتھ بچالے گا انہیں کوئی دکھ چھوبھی نہ سکے گا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے۔

اور جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَومَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ☆ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُونَ﴾ (آل عمران: ١٠٦-١٠٧)

''جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ، سیاہ چہرے والوں سے کہا جائے گا کہ کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ اب اپنے کفر کا عذاب چکھو! اور سفید چہرے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل

ہوں گے اوراس میں ہمیشہ رہیں گے‘‘۔

بیشک گناہ کے کام جتنے بھی ہیں خواہ وہ معمولی اور ہلکے ہوں یا بڑے بڑے ہوں، یہ سب دلوں کو فاسد کردیتے ہیں اوران کی سفیدی، چمک اور رونق کو داغدار اور میلا کردیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کوترک کرنے کا حکم دیا ہے۔فرمان جل وعلا ہے:

﴿وَذَرُوا ظٰهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهٗ﴾ (الانعام: ۱۲۰)

اورتم ظاہری گناہ کوبھی چھوڑ دواور باطنی گناہ کوبھی چھوڑ دو۔

لہٰذا تمام مومنوں پرواجب ہے کہ وہ تمام ظاہری وباطنی گناہوں کوترک کردیں، بطور خاص دلوں کے گناہ اوران کی خطاؤں کو۔ اس لئے کہ ان کی تباہی بہت شدید ہوتی ہے اوران کا اثر بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔

چنانچہ دل کی خطاؤں میں سے ایک ریاء یعنی دکھاوا ونمود ہے جو نیک عمل کوتلف وبرباد کردیتا ہے، اورایک عُجب یعنی فخر وغروراورخود پسندی وخود بینی ہے جوتمام اعمالِ خیر کوبکھرے ہوئے غبار کے مانند کردیتی ہے، اور انہی گناہوں میں سے کینہ وکپٹ اورحقد وحسد بھی ہیں جو نیکیوں کو چاٹ کھاتے ہیں اور گناہوں کو بڑھاتے ہیں۔

دلوں کو فاسد کرنے والی اوران کی روشنی کو بجھا دینے والی چیزوں میں

حرام چیزوں کو دیکھنے کے لئے نگاہوں کو آزاد چھوڑ دینا بھی ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو نگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔ارشاد جلّ وعلا ہے:

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكىٰ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ (النور:۳۰)

مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اصحاب النبی ﷺ کو نصیحت کررہا ہے کہ جس وقت وہ اللہ کے رسول ﷺ کی بیویوں سے مخاطب ہوں تو کیسے مخاطب ہوں:

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعاً فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ (الاحزاب:۵۳)

جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے۔

چنانچہ جس شخص نے اپنی نگاہ کو محرّمات پر پڑنے سے بچایا اللہ جلّ وعلا اس بندہ کو اس کے عوض معرفتِ حق کی نگاہ اور صحیح سالم قوی قلب عطا فرمائے گا،

لہٰذا تم بھی اپنی نگاہ کو محرمات سے بچاؤ کیونکہ بہت سی نظریں ایسی ہوتی ہیں کہ دیکھنے والے کے دل کو فتنوں اور بلاؤں میں ڈال دیتی ہیں۔

دلوں کو فاسد کرنے والی اور اس کی طہارت و پاکیزگی کو داغدار کرنے والی چیزوں میں سے ایک موسیقی اور گانے کا سننا بھی ہے، بلاشبہ گانا دل میں فساد و بگاڑ پیدا کر دیتا ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

"إِنَّ الْغِنَاءَ يُنبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقَلَ"

بیشک گانا دل میں نفاق کو اسی طرح جنم دیتا ہے جس طرح پانی سبزی کو اگاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ گانا، موسیقی اور میوزک تمہارے دل پر اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور وفکر کو بوجھل بنا دیتے ہیں، اور تمہارے کان پر فرقانِ الٰہی یعنی کلام اللہ کی سماعت کو گرانبار بنا دیتے ہیں اور تمہارے بدن پر اطاعت واحسان کو بھاری اور دشوار بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِى لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُواً أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ (لقمان: ٦)

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں، یہی

وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

سلف صالحین رحمہم اللہ میں سے کئی ایک نے اس آیت کریمہ میں **" لھو الحدیث"** کی تفسیر "غناء" یعنی گانا وموسیقی سے کی ہے اور یہی اکثر مفسرین کے نزدیک راجح ہے۔لہٰذا موسیقی اور گانا سننے سے مکمل طور پر پرہیز کرو۔اور خبردار! ایسے لوگوں کی اکثریت کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھاؤ۔ان پر تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول صادق آتا ہے:

﴿وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾

(الانعام: ١١٦)

اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کردیں۔

اور بکثرت یہ دعا مانگا کرو:

" اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِی مِنْ خَطَايَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ"

اے اللہ مجھے میرے گناہوں سے پانی، برف اور اولے کے ذریعہ پاک وصاف کردے۔

کیونکہ گناہ خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے دل پر کدورت اور میل ودھبہ کا سبب بنتے ہیں جن سے دل کو پاک کرنا نہایت ضروری ہے۔

چوتھی آفت

شکوک وشبہات میں گرفتار رہونا:

شکوک وشبہات حق سے اندھا کردیتے ہیں اورمخلوق کو گمراہ کردیتے ہیں۔ یادرکھئے کہ شبہ ایک تباہ کن اورخطرناک مرض ہے جوآدمی سے ایمان کی لذت وچاشنی کوختم کردیتا ہے، اورشیطان کے وسوسوں کو بڑھاوا دیتا ہے، اوراس کے شکارشخص کوقرآن وسنت سے نفع اٹھانے سے روک دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيْلِهِ﴾ (آل عمران: ٧)

پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تواس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب اوران کی مرادکی جستجو کے لئے۔

پس وہ لوگ نہ اللہ جلّ وعلا کی کتاب سے فائدہ اٹھاتے ہیں اورنہ ہی نبی کریم ﷺ کی سنت سے، کیونکہ وہ کتاب وسنت میں ہدایت کی طلب کے لئے نظرنہیں ڈالتے ، بلکہ وہ تولوگوں کوشک وشبہ میں ڈالنےاورگمراہ کرنے اورتشبیہ وتمثیل میں مبتلا کردینے کے لئے کتاب وسنت کواستعمال کرتے ہیں، اوریہ چیزیں بتلاتی ہیں کہ شبہ اورشبہ پیدا کرنے والوں سے بچنا بہت

ضروری ہے، کیونکہ یہ شکوک وشبہات دل پر وارد ہوتے رہتے ہیں یہاںتک کہ اسے ہلاکت وتباہی کے گڑھے میں ڈال دیتے ہیں چنانچہ اس کا آخری انجام یا تو کفر ہوتا ہے یا نفاق۔

شاعر کہتا ہے:

شکوک وشبہات مسلسل اس کے دل پر حملہ کرتے رہتے ہیں یہاں
تک کہ وہ ان کے درمیان خون میں لت پت مقتول ہو جاتا ہے

لہٰذا تم شک وشبہ کرنے اور شک وشبہ پیدا کرنے والوں سے بچو اور کبھی بھی شک وشبہ کا بیان نہ سنو اور نہ ہی شک وشبہ پیدا کرنے والوں کی بات سنو اور نہ ہی ان کی کتابیں پڑھو اور نہ ہی ان کے پاس اٹھو بیٹھو، بلکہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کرو جس کا اللہ جلّ وعلا نے اپنے اس فرمان میں تمہیں حکم دیا ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتَابِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِى حَدِيْثٍ غَيْرِهِ اِنَّكُمْ اِذاً مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ فِى جَهَنَّمَ جَمِيْعاً﴾ (النساء: ١٤٠)

اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم

جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو، تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو! جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

شبہات پیدا کرنے والے سب سے زیادہ اللہ کی آیتوں میں باطل اور بے بنیاد طریقہ پر کلام کرنے والے لوگ ہیں، فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

''جو شخص تمہارے دل کو شکوک وشبہات سے خراب کرنے والا ہو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اپنے آپ کو بہت دور رکھو، اور اس شخص کے ساتھ بھی مت اٹھو بیٹھو جو خواہشاتِ نفس پر چلتا ہے، کیونکہ مجھے تمہارے اوپر اللہ کے غضب کا ڈر لگتا ہے''۔

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اہلِ شبہات ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح سے مومن کو اس کے دین اور ان چیزوں کے متعلق جن کی خبر اللہ نے اپنے رسول کو دی ہے شکوک وشبہات میں مبتلا کر دیں، اور ان کی تگ ودو یہ ہوتی ہے کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی

سنت کی مخالفت کو اپنی فاسد آراء، بے بنیاد شبہات اور جھوٹے خیالات کے ذریعہ نہایت بنا سنوار کے پیش کریں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَلَو صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْراً لَّهُمْ﴾ (محمد: ۲۱)

تو اگر وہ اللہ کے ساتھ سچے رہیں تو ان کے لئے بہتری ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَو كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيْهِ اخْتِلَافاً كَثِيْراً﴾ (النساء: ۸۳)

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيْزٌ، لَايَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾ (حمٓ سجده: ۴۰-۴۱)

بے شک یہ بڑی باوقعت کتاب ہے، جس کے پاس باطل پھٹک بھی نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، یہ نازل کردہ حکمتوں والے خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے ہے۔

پانچویں آفت

غفلت کا شکار ہونا:

غفلت ایسے ''سہو'' کو کہتے ہیں، جو دل پر طاری ہوتا ہے تو اسے نفع پہنچانے والی چیز کے اپنانے اور تکلیف پہنچانے والی چیز کے چھوڑنے سے اندھا کر دیتا ہے، پس غفلت بہت ساری برائیوں کی جڑ ہے، لیکن اس کے باوجود لوگوں کے درمیان یہ خصلت وعادت بہت زیادہ رواج پا چکی ہے، اللہ جلّ وعلا کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنَّ كَثِيْراً مِنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغٰفِلُونَ﴾ (یونس: ۹۲)

اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔

اللہ کی قسم! یہ نہایت خطرناک بیماری ہے، جس سے اللہ عزوجل نے بچنے کے لئے کہا ہے اور اس قسم کے لوگوں کی صحبت اپنانے سے روکا ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ﴾ (الاعراف: ۲۰۵)

اور تم اہلِ غفلت میں سے مت ہونا۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهُ

فُرُطاً﴾ (الکھف: ۲۸)
دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔

معلوم ہوا کہ غفلت دل کو پاکیزہ بنانے والی، اسے نفع پہنچانے والی، اسے پروان چڑھانے والی اور اس کی اصلاح کرنے والی اور اسے برائیوں سے دور رکھنے والی چیزوں سے بے پروا کر دیتی ہے۔

اے برادر نیک بخت: یہی اساسی اور بنیادی آفات وامراض ہیں جنہیں میں نے تمہارے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے اور تمہاری نگاہ کے دروازہ پر دستک دی ہے، لہٰذا اللہ سے ڈرتے ہوئے ان جملہ آفات وامراض سے بچنے کے لئے عزم محکم کیجئے اور ان سے دور رہنے کے لئے سلامتی کے اسباب کو اپنایئے، کیونکہ دل کی پاکیزگی اور اس کی استقامت کا حصول ممکن ہی نہیں ہے مگر ایسے اسباب کے ذریعہ جن کا اپنانا بے حد ضروری ہے، اور ایسے دروازوں کے ذریعہ جن پر دستک دینا اور ان میں داخل ہونا نہایت ضروری ہے، کیونکہ نتائج اپنے مقدمات سے مربوط ہوتے ہیں، لہٰذا جسے ان عظیم آفات اور بلاؤں سے بچنے کی خواہش اور آرزو ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ان سے

بچاؤ کے راستے کو اپنائے، اس لئے کہ کشتی خشکی پر نہیں چلتی، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْراً﴾ (الطلاق: ٤)

اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ اس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا۔

اس لئے تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت کرے گا، تم اللہ تعالیٰ کے اوامر کی حفاظت کرو، تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَيَّ شِبْراً تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعاً ، وَاِذَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعاً تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعاً ، وَاِذَا اَتَانِىْ يَمْشِىْ اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً" (صحيح البخارى: ٧٤٠٥)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ میری جانب ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی جانب ایک ہاتھ آتا ہوں، اور جب وہ میری جانب ایک ہاتھ آتا ہے تو میں اس کی جانب دو ہاتھ قریب آتا ہوں، اور جب وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

نیز اللہ جلّ شانہ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنكبوت: ٦٩)

اور جولوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے۔

پس عزمِ محکم کیجئے جی ہاں عزمِ مصمم اور جلدی کیجئے بہت جلدی، ان جملہ بیماریوں اور آفتوں سے نجات اور چھٹکارا پانے کے لئے، کیونکہ صادق ومصدوق ﷺ نے فرمایا ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے:

" مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً" (صحيح البخارى: ٥٦٧٨)

اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگراس کے لئے شفا بھی اتاری ہے۔

رَبُّ العالمین کی قسم! بلاشبہ جو شخص اپنے دین کے معاملہ کو اہمیت دیتا ہے اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو چکا ہے، اور یہ امید باندھ رکھی ہے کہ وہ کل قیامت کے دن نجات پانے والوں میں سے ہو جائے، تو پھر وہ اپنے دل کو تباہی اور ہلاکت کے اسباب سے بچانے کے بعد سب سے زیادہ اس بات کا حریص ہوگا کہ کس طرح وہ اپنے دل کی سلامتی کے اسباب اور اس کے علاج کے طریقوں کی معرفت اور جانکاری حاصل کرے، ہم یہاں پر آپ

کے لئے چند دوائیں تجویز کرتے ہیں جو ان بڑی آفتوں اور عظیم بیماریوں سے نجات دینے میں آپ کے معاون اور مددگار ثابت ہوں گی۔

پہلی دوا

قرآن عظیم اور کتاب حکیم ہے:

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے دلوں کی بیماریوں کے لئے شفا اور مومنین کے لئے سراپا رحمت وہدایت بنا کر نازل فرمایا ہے، اور اللہ جلّ وعلا نے تمام انسانوں کو اسی قرآن کے ذریعہ خطاب فرمایا ہے۔ ارشاد سبحانہ وتعالیٰ ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُورِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ☆قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ (یونس: ۵۷-۵۸)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے، آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے کہ وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کررہے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَاراً﴾ (اسراء: ۸۲)

یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے تو سراسر شفا اور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

پس یہ قرآن اس شخص کے لیے سب سے مؤثر اور بلیغ ترین موعظت و نصیحت ہے جو صاحبِ دل ہے اور جو دل سے متوجہ ہو کر کان لگائے اور وہ حاضر ہو، اور اللہ کی قسم! یہ قرآن ان آفات وامراض کے لئے جو دلوں اور سینوں میں موجود ہیں سب دواؤں سے بڑھ کر نفع بخش دوا ہے، اس میں شہوات اور خواہشاتِ نفس کی بیماریوں کے لئے شفا ہے، اور اس میں تمام شکوک وشبہات کی بیماریوں کا بہترین علاج وشفا ہے، نیز اس میں خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کے دلوں کو بیدار کرنے کے لئے بہترین نسخۂ الٰہی ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''دلوں کی جملہ بیماریوں اور روگوں کا نچوڑ دراصل شبہات اور شہوات کی بیماریاں ہیں، اور قرآن دونوں قسم کی

بیماریوں کے لئے شفا ہے، اس میں ایسی روشن دلیلیں اور قطعی براہین ہیں جو حق کو باطل سے بالکل واضح کر دیتی ہیں جن سے شبہ کا تمام روگ اور مرض ختم ہو جاتا ہے، اور رہی بات شہوات وخواہشاتِ نفس کے روگ اور مرض کے لئے شفا وعلاج کامل ہونے کی، تو وہ اس طرح کہ اس میں حکمت اور موعظت حسنہ یعنی دل پذیر نصیحت ہے اور اس میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی ترغیب کی چیزیں بدرجۂ اتم موجود ہیں''۔

ہر وہ شخص جو اپنے دل کی اصلاح کی رغبت رکھتا ہے اس کے لئے اس بات کی آگاہی حاصل کرنا نہایت اہم ہے کہ قرآن کریم سے شفا حاصل کرنا صرف اس کی تلاوت سے حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قرآن میں تدبر وتفکر کرے اور جو قرآنی خبریں ہیں ان سے نصیحت اور عبرت حاصل کرے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے احکام کی مکمل پابندی وتابعداری کرے۔''اے اللہ اس قرآن کو ہمارے دلوں کی بہار، ہمارے سینوں کو شفا دینے والا اور ہمارے حزن وملال اور رنج وغم کو ختم کر دینے والا بنا دے''۔آمین۔

دوسری دوا

بندے کا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا:

یقیناً بندہ کی اللہ تعالیٰ سے محبت دل کے سب سے نفع بخش نسخہ ہائے علاج میں سے ہے، اور اس میں کوئی تعجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہی بندگی وعبودیت کی اصل و بنیاد ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اَنْدَاداً يُّحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا اَشَدُّ حُبّاً لِلّٰهِ﴾ (البقرہ: ١٦٥)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دل کی صلاح وبہتری، اس کی کامیابی وکامرانی اور اس کا نعمتوں سے مالا مال ہونا اس محبت کو رحمٰن کے لیے خالص کرنے میں ہے۔

یعنی صلاحِ قلب اور فلاحِ قلب اور نعیمِ قلب یہ سب اس وقت حاصل ہوں گے جب اللہ تعالیٰ کے لئے محبت خالص ہوگی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہی درحقیقت دل کی جنت، اس کی غذا وقوت

اور اس کی حیات وزندگی ہے، پس اللہ کی قسم! بیشک دل اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کے بغیر نہ تو فلاح پاسکتا ہے، نہ صالح ہوسکتا ہے، نہ درست ہوسکتا ہے، نہ نعمت سے محظوظ ہوسکتا ہے، نہ حقیقی خوشی محسوس کرسکتا ہے، نہ سچی لذت سے بہرہ ور ہوسکتا ہے اور نہ ہی اسے اطمینان وسکون حاصل ہوسکتا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ اَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقىٰ فِي النَّارِ“ (بخاری:۲۱، مسلم: ۴۳)

تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس بندہ کے اندر پائی گئیں تو اس نے ان کے ذریعہ ایمان کی حلاوت ومٹھاس کو پالیا، پہلی خصلت یہ ہے کہ: اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک ساری دنیا سے بڑھ کر محبوب اور ہردلعزیز ہوں۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ: وہ جس آدمی سے محبت کرتا ہے تو وہ اس سے صرف اللہ کی رضا کی خاطر محبت

کرتا ہے، اور تیسری خصلت یہ ہے کہ: اسے دوبارہ کفر میں لوٹ جانا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کفر سے نکال لیا ہے ایسا ہی ناپسند ہو جیسا وہ یہ ناپسند کرتا ہے کہ اسے آگ میں ڈالا جائے''۔

اس حدیث پر گہری نظر ڈالنے سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس کی چکی اللہ تعالیٰ کی محبت ہی پر گھومتی ہے، پس محبت دین کے واجبات میں سے سب سے عظیم چیز ہے، اور اس کے اصول وقواعد میں سے سب سے زیادہ مہتم بالشان اور نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ایمان ودین کے اعمال میں سے ہر عمل کی اساس وجڑ یہی محبت ہی ہے، اللہ جلّ وعلا نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيءٍ عَلَيْمٌ﴾ (التغابن: ۱۱)

اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

نیز محبت کی صحیح علامت اور اس کا سچا معیار اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو، تو میری تابعداری

کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

معلوم ہوا کہ جس قدر تمہارے اندر ظاہر وباطن میں نبی کریم ﷺ کی تابعداری واتباع پائی جائے گی، اسی قدر تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی پائی جائے گی جو دلوں کی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔

تیسری دوا

اللہ تعالیٰ کا ذکر:

اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی ہے:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (الرعد: ٢٨)

یادرکھو اللہ کے ذکر سے دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

اور صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَثَلُ الَّذِیْ یَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِیْ لَایَذْكُرُ رَبَّهُ كَمَثَلِ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ" (بخاری: ٦٤٠٧)

اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا، ایسی ہی ہے جیسے زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

چنانچہ ذکرِ الٰہی دل کے لئے ویسے ہی ہے جس طرح مچھلی کے لئے پانی، اگر پانی سے مچھلی کو باہر نکال لیا جائے تو اس کی حالت کیسی ہوگی؟ تو اس کی حالت بعینہٖ دل کی حالت کی طرح ہے جب اسے ذکرالٰہی سے دور رکھا جائے، اور یہ حقیقت ہے کہ جب دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہوتو پھر وہ پتھر جیسا سخت اور تاریک ہوجاتا ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (الزمر: ٢٢)

اور ہلاکی ہے ان پر جن کے دل یادالٰہی سے (اثرنہیں لیتے بلکہ) سخت ہوگئے ہیں۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر چیز کوجلا بخشنے والی کوئی نہ کوئی چیز ضرور موجود ہے اور دلوں کوجلا بخشنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

ایک شخص نے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا: اے ابوسعید! میں آپ سے یہ شکوہ کرتا ہوں کہ میرا دل بہت سخت ہے! تو ابوسعید رحمہ اللہ نے اس سے فرمایا: ''تم اس دل کو ذکرِ الٰہی سے پگھلا دو، کیونکہ دلوں کی سختی وقساوت کو پگھلانے کے لیے ذکرِ الٰہی جیسی کوئی اور چیز نہیں ہے''۔

اسی بنا پر متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بکثرت ذکرِ الٰہی کرنے کا حکم دیا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿يَـآَيُّهَـا الَّذِيْنَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْراً كَثِيراً ، وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً﴾ (الاحزاب:٤١-٤٢)

مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرو، اور صبح وشام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔

نبی کریم ﷺ اپنے تمام اوقات میں ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے، جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے **عقلمندوں اور اہل دانش** کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿الَّـذِيْـنَ يَـذْكُـرُونَ الـلّٰـهَ قِيَـامـاً وَّقُعُوداً وَعَلىٰ جُنُوبِهِمْ﴾ (آل عمران:١٩١)

جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں۔

ذکر کا اقل ترین درجہ یہ ہے کہ اوقات واحوال کے ساتھ مقید اذکار کی محافظت اور پابندی کی جائے، جیسے صبح وشام کے اذکار، اور وہ اذکار جو فرض نمازوں کے بعد پڑھے جاتے ہیں، اور ان کے علاوہ وہ اذکار جن کے لئے کوئی سبب ہے یا وہ کسی مخصوص حالت میں وارد ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمہیں برکت سے نوازے، تم اپنی استطاعت کے مطابق جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے کے حریص بنو۔

اس لئے کہ یقینی طور پر ذکرِ الٰہی ظلمت وتاریکی سے نور وروشنی کی طرف نکلنے، اور اللہ رب العالمین کی طرف سے فضل ورحمت کے حصول کے عظیم ترین اسباب میں سے ہے، اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بہ کثرت اپنا ذکر کرنے اور صبح وشام اپنی تسبیح بیان کرنے کا حکم دینے کے بعد ہی اس کے جزا وبدلے کا تذکرہ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّی عَلَیْکُمْ وَمَلاَئِکَتُهُ لِیُخْرِجَکُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّورِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْماً﴾ (الأحزاب: ٤٣)

وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی جزا انہیں ظلمات سے نور وروشنی کی طرف نکالنا، رب العالمین کی طرف سے ان کے لئے رحمت کا توشہ اور اللہ کے فرشتوں کی طرف سے ان کے حق میں بخشش ومغفرت کی دعا ہے۔

چوتھی دوا

سچی توبہ اور کثرتِ استغفار:

چنانچہ سچی توبہ جس میں توبہ کی تمام شرائط موجود ہوں، دل کو جلا وروشنی بخشتی ہے اور گناہوں اور برائیوں کی تمام میل کچیل کو صاف کردیتی ہے، کیونکہ گناہوں اور معاصی پر بار بار اصرار دل کو کالا اور سیاہ بنا دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گناہوں پر مصر نافرمان کے دل کو تم انتہائی ظلمت اور قساوت میں پاؤ گے جو مکدر اور بے لذت ہوتا ہے، بلکہ اللہ کی قسم! وہ تو عذاب اور شقاوت و بدبختی میں گھرا ہوتا ہے۔

لہٰذا توبہ دل کی مساعیِ جمیلہ یعنی اچھی کوششوں میں سے ایک بہترین کوشش ہے، اوراس کوشش کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ دل صالح یعنی تقویٰ والا اور مستقیم یعنی راہِ الٰہی پر ٹھیک چلنے والا ہوجائے، یادرکھئے کہ کثرت توبہ اور بار بار توبہ کا اعادہ کرنا اور ہمیشہ استغفار کرتے رہنا یہ ان امور میں سے ہے جن سے دل صالح اور پاکیزہ بنتا ہے، اوراسے اعمالِ خیر کی طرف لے جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ صحیح حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں:

”اِنَّـهٗ لَيُـغَـانُ عَلٰى قَلْبِى وَاِنِّى لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِى الْيَومِ مِائَةَ مَرَّةٍ“

(احمد: ١٨٠٠٢)

بیشک میرے دل پر کبھی ذکر الٰہی سے متعلق غفلت طاری ہوتی ہے
اور میں دن میں سو بار اللہ کی جناب میں ضرور استغفار کرتا ہوں۔

اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ اپنے دل سے اس ''غین'' یعنی ذکر الٰہی سے متعلق طاری ہونے والی غفلت کو استغفار کے ذریعہ زائل اور دور کرتے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کے آگے اور پیچھے کے تمام گناہ بخش دیئے ہیں۔

پھر آپ کے سوا دوسرے کی کیا حالت ہونی چاہیے جس کے کندھے گناہوں سے بوجھل ہیں اور ہر لمحہ گناہوں و نافرمانیوں کی بھرمار اور کثرت ہے، کیا اُسے بکثرت استغفار کی ضرورت نہیں ہے جس سے اس کے دلِ فاسد کی اصلاح ہو سکے؟ ہاں! کیوں نہیں، قسم ہے اللہ کی! ہم سب اس کے شدید محتاج ہیں۔

کیونکہ اللہ کا بندہ جب گناہوں سے تائب ہو جاتا ہے تو وہ اپنے دل سے اچھے و برے اعمال کی آمیزش و ملاوٹ کو باہر نکال دیتا ہے، جو اس نے اس میں اچھے اور بُرے اعمال کی آمیزش کر رکھی تھی۔ لہٰذا جب وہ جملہ گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے، تو دل کی قوت اور اس کا ارادہ اعمال صالحہ

کے لئے بالکل فارغ ہوجاتا ہے، اوراس طرح سے اس کا دل ان تمام فاسد حوادث ومشاغل سے جو اس میں موجود تھے راحت وسکون محسوس کرتا ہے۔ارشادربانی ہے:

﴿اَوَ مَـنْ كَـانَ مَيْتـاً فَـاَحْيَيْنَـاهُ وَجَـعَلْنَا لَهٗ نوراً يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهٗ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا﴾

(الانعام: ١٢٢)

ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھرہم نے اس کوزندہ کردیااورہم نے اس کوایک ایسا نوردے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے؟ جوتاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ اس شخص کی مثال بیان کی ہے جوکفراور جہالت کی وجہ سے مردہ دل تھا، پھراللہ تعالیٰ نے اسے اس سے توبہ کرنے کی ہدایت بخشی اوراسے ایمان کی دولت دے کرزندگی عطا فرمائی ،اوراسے ایسے نور سے نوازا جس سے وہ روشنی حاصل کرتا ہے اورلوگوں کے درمیان اس نورکو لئے چلتا پھرتا ہے۔

پانچویں دوا

اللہ تعالیٰ سے دعا اور بہ کثرت سوال کرنا:

اللہ تعالیٰ سے دعا اور بہ کثرت سوال کرنا کہ وہ آپ کے دل کی اصلاح فرمائے اور آپ کو ہدایت سے سرفراز کرے، اس لئے کہ دعا دلوں کی اصلاح کے ابواب میں سے ایک عظیم باب ہے، اللہ جلّ وعلا کا ارشاد ہے:

﴿فَلَولَا إِذْ جَآءَ هُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الانعام: ٤٣)

سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی تو انہوں نے عاجزی کیوں نہیں اختیار کی؟ لیکن ان کے قلوب سخت ہوگئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کردیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے سب سے زیادہ نفع بخش دعا کے بارے میں غور وخوض کیا، تو معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی چیزوں پر مدد کا سوال ہے (یعنی اللہ کی خوشنودی کی چیزوں کو انجام دینے کے لئے اللہ سے مدد مانگنا ہے)، پھر میں نے اس کو سورۃ الفاتحہ کے اندر اللہ تعالیٰ کے اس قول میں پایا:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحہ: ٥)

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اور خود رسول اللہ ﷺ اپنے دل کی صلاح ودرستی اور حق وہدایت پر اس کی ثابت قدمی کے لئے اللہ رب العالمین سے بکثرت سوال کیا کرتے تھے، چنانچہ سنن ترمذی میں صحیح سند سے مروی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

"یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِی عَلیٰ دِیْنِكَ"

(سنن الترمذی: ٢١٤٠)

اے دلوں کو اُلٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو تو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ قُلُوبَ بَنِی آدَمَ کُلَّهَا بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِن اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ کَقَلْبٍ وَّاحِدٍ یُصَرِّفُهُ حَیْثُ یَشَآءُ ثُمَّ قَالَ ﷺ: اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلیٰ طَاعَتِكَ". (صحیح مسلم: ٢٦٥٤)

بیشک تمام اولاد آدم کے دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں

کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں وہ اسے جیسا چاہتا ہے پھیرتا رہتا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے دلوں کے پھیرنے والے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے۔

چھٹی دوا

آخرت کو بہ کثرت یاد کرنا:

یقیناً آخرت سے غفلت ولا پرواہی ہر خیر اور نیکی سے روک دیتی ہے، اور ہر شر اور فتنہ کو کھینچ لاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"زُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوتَ" (مسلم: ٩٧٦)

تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں موت کی یاد دلائے گی۔

اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے:

"فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ" (ابن ماجه: ١٥٧١)

یہ تمہیں دنیا سے بے رغبت کرے گی اور آخرت کی یاد دلائے گی۔

چنانچہ دلوں کے لئے قبروں کی زیارت اور موت وآخرت کی یاد سے زیادہ نفع بخش کوئی اور چیز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں شہوتوں کو جڑ سے کاٹ دینے والی اور غفلتوں سے بیدار کرنے والی ہیں، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے لذتوں کو جڑ سے کاٹ دینے والی چیز یعنی موت کو بہ کثرت یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔

ساتویں دوا

سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ کرنا:

سلف صالحین کی سیرتوں اور ان کے واقعات وقصص میں عقل والوں کے لیے عبرت ونصیحت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ﴾
(هود: ۱۲۰)

رسولوں کے سب احوال ہم آپ کے سامنے آپ کے دل کی تسکین کے لئے بیان فرما رہے ہیں۔

چنانچہ اللہ کے اولیاء نبیوں، رسولوں، صالحین اور شہداء وغیرہم کے قصوں (حالات زندگی) سے دل کو ثبات اور استقرار حاصل ہوتا ہے اور اس کے اندر صلاح وتقویٰ اور استقامت پیدا ہوتی ہے، اس لیے کہ جو شخص قوم صالحین کی سیرتوں میں علم وبصیرت کے ساتھ نگاہ ڈالے گا، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو زندہ کر دے گا اور اس کے باطن کی اصلاح فرما دے گا، خصوصاً ہمارے نبی مکرم محمد ﷺ کی سیرت پاک ایمان کو زیادہ کرنے اور دل وضمیر کی اصلاح کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

آٹھویں دوا

نیک لوگوں، متقیوں اور اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا:

یہ وہ لوگ ہیں جن کی صحبت اختیار کرنے والا بدبخت نہیں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُونَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَاتُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطاً﴾ (الکهف:۲۸)

اور اپنے آپ کو انہیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں اور اسی کے چہرے کا ارادے رکھتے ہیں (رضامندی چاہتے ہیں) خبردار! تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ دنیوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جائیں۔ دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔

اور امام احمد رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" اَلْمَرْءُ عَلیٰ دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلْ"

(مسند احمد: ۳۰۳/۲، ۸۰۱۵)

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا تمہیں یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کررہا ہے۔

اور مالک بن دینار کا قول ہے کہ:

" اِنَّكَ اَنْ تَنْقُلَ الْحِجَارَةَ مَعَ الْاَبْرَارِ خَیْرٌ مِنْ اَنْ تَأْکُلُ الْحَلْویٰ مَعَ الْفُجَّارِ"

تم نیک لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھوؤ یہ زیادہ بہتر ہے اس بات سے کہ تم فاجر اور کمینوں کے ساتھ حلوا کھاؤ۔

اس لئے تم نیکوکاروں اور صالحین کی صحبت کو لازم پکڑو اور ان لوگوں کی صحبت کے حریص بنو جنھیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے، کیونکہ صحبتِ صالحین دلوں کے لئے زندگی ہے۔ ایک بزرگ سلف رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

" وَاِنْ کُنْتُ لَاَلْقَی الرَّجُلَ مِنْ اِخْوَانِی فَاَکُونَ بِلُقْیَاهُ عَاقِلاً اَیَّاماً"

میں اپنے بھائیوں میں سے ایک شخص سے ملاقات کرتا تھا تو اس کی ملاقات سے میں کئی دنوں تک عقل والا بن جاتا تھا۔

اور ایک دوسرے سلف کا قول ہے:

"كُنْتُ اَنْظُرُ اِلىٰ اَخٍ مِنْ اِخْوَانِي فَاَعْمَلَ عَلىٰ رُؤْيَتِهٖ شَهْراً"
میں اپنے بھائیوں میں سے ایک بھائی کو دیکھتا تھا تو اس کو دیکھنے کے سبب میں مہینہ بھر عملِ خیر کرتا رہتا تھا۔

مندرجہ بالا باتیں دل کی دواؤں کی اصل اور اس کی صلاح وتقویٰ کے اسباب میں سے ہیں۔ پس تم انہیں اچھی طرح سے سمجھنے اور ان پر کاربند ہونے کے حریص بنو، اس لئے کہ حقیقی سعادت بغیر دل کی صحت وسلامتی کے ممکن ہی نہیں ہے۔ جن لوگوں کے دل صلاح وتقویٰ سے معمور اور ان کے باطن پاکیزہ وصاف ستھرے ہیں ان کی زندگی سے زیادہ کامل، زیادہ آسودہ، زیادہ نیک بخت وخوش نصیب، زیادہ خوش حال وخوش مزہ اور زیادہ خوش عیش زندگی کسی کو حاصل نہیں ہے۔

میں عرش عظیم کے رب اللہ مولائے کریم سے سوال کرتا ہوں کہ ہم سب ان لوگوں میں سے ہوں جو اللہ جلّ وعلا کے پاس قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوں گے۔

﴿يَومَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُونَ، اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾
(الشعراء: ۸۸-۸۹)

جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ لیکن فائدہ والا وہی

ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر آئے گا۔

میں عرش عظیم کے رب اللہ مولائے کریم سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور آپ سب کو اپنے دین حق پر استقامت اور ثابت قدمی عطا فرمائے اور ہم سب کو عاجزی اور فروتنی اختیار کرنے والا دل اور اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے نفسوں کو تقویٰ کی دولت سے نوازے اور انہیں پاک وصاف کردے، سب سے بہتر وہی ہے جو انہیں پاکیزہ بنا سکتا ہے۔ اور ہماری آخری دعا یہی ہے کہ ساری تعریفیں صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، اور بے شمار صلاۃ وسلام نازل ہوں بشیر ونذیر محمد ﷺ پر اور آپ کے آل واصحاب پر۔

تحریر کردہ

خالد بن عبد الله المصلح

القصيم - عنيزه

پوسٹ بکس نمبر: **1060**